سید عطاء المحسن بخاری

سیّدنا معٰویہ رضی اللہ عنہٗ

اور اُن کے بے رحم ناقدین:

آیتِ تمکین و استخلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قاضی صاحب: قارئین پڑھ چکے ہیں کہ قاضی صاحب کے نزدیک صحابہ کو خلافتِ راشدہ موعودہ والی آیات کے بارے میں علم ہی نہ تھا کہ یہ آیتیں ان چاروں خلفاءِ گرامی صلوٰۃ اللہ علیہم کے لئے مخصوص ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیّدنا معاویہ اور ان کے حلقہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تو مذکورہ آیات کے مصداق علم نہ تھا تو کیا سیّدنا علی اور ان کے حلقہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا علم تھا کہ نہیں؟ اور اگر انہیں اپنے منصوص اور موعود ہونے کا علم تھا تو کیا انہوں نے اپنے مدِمقابل بزرگوں کو مطلع کیا -؟ اگر ایسا بھی نہیں ہوا اور ہرگز نہیں ہوا —— تو پھر سوال یہ ہے کہ جناب قاضی صاحب کو اس چھپی ہوئی حقیقت کا کیسے علم ہوگیا؟ یہ خزانہ ان کے ہاتھ کہاں سے لگا؟ جبکہ قاضی صاحب اس کے خود معترف ہیں کہ صحابہ کو یہ معلوم ہی نہ تھا تو ظاہر ہے قاضی صاحب کا ماخذ غیر صحابہ عجمی بزرگ ہوں گے جن کی فکری کاوش نے صحابہ کو جاہل کہنے کا عجمی ذوق پیدا کیا —— کیا ان بزرگوں کا استدلال ماننا شریعت ہے —؟ شریعت کا جزء ہے ——؟ نہیں اور ہرگز نہیں —— خلافتِ موعودہ و منصوصہ کا یہ تصور غیر صحابی افراد کی ذاتی رائے و استنباط ہی ہوسکتا ہے۔ نص قطعی نہیں یہ تو اشارہ النص کے درجہ کی بات بھی نہیں جو صحابہ کے استنباط کے مقابلہ میں یقیناً مرجوح ہے۔ صحابہ کا استنباط راجح ہے، صحابہ کا استنباط ماننا وجوب کے درجہ کی بات ہے اور بعد کے لوگوں کی رائے کو ماننا نہ فرض واجب اور نہ ضروریات میں سے ہے اور نہ ہی یہ دین کے ایسے مسائل میں سے ہے کہ جو اس کا انکار کردے اسے فتویٰ کی زد پہ لاکر ہیجنی دے دی جائے اور خارجیت جیسا کردہ فتویٰ لگا دیا جائے —— جبکہ غیر صحابی کے استنباط کا منکر صحابہ کے استنبط

کا پیرو ہے ۔ صحابہ کا پیروکار خارجی نہیں ہے بلکہ غیر صحابہ کے استنباط کو نص کہنے والا رافضی ہے ۔ صحابہ کے پیروکار اجرِ گرامی کے مستحق و گرامی قدر رہیں اور غیر صحابہ کے پیروکار مردود ہیں ۔ یہ فردِ جرم تو قاضی صاحب اور اُن کے ہم نواؤں پر عائد ہوتی ہے ۔ سیدنا عبداللہ بن عباس سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما پر یا ان کے نیازمندوں پر ہرگز ہرگز عائد نہیں ہوتی امام ابوحنیفہ کے عہد سے قاضی مظہر حسین تک کے لوگ صحابہ کے تفقہ ، استنباط ، اور استدلال کے سامنے قربان کیئے جاسکتے ہیں صحابہ کا قیاس براہِ راست نورِ نبوت سے روشن ہے اور قاضی صاحب کا قیاس ظلمتِ عجم سے مستعار ——— خلافت کا مسئلہ عام فقہی مسائل میں سے نہ تھا کہ صحابہ کی آنکھ سے اوجھل رہ جاتا ۔ الائمۃ من قریش کا اعلانِ نبوی و مژدہ الہام بھی تو سیدنا عبداللہ ابنِ عباس اور سیدنا معاویہ کے پیشِ نظر تھا اور دونوں بزرگ صحابی خود بھی تو قریش کے سرخیل تھے اور ان بزرگوں کا فیصلہ قرآن و سنت کی روشنی میں بالکل درست تھا ۔

قاضی صاحب اور ان کے عجمی ہم نواؤں کی ترجیحات بے دلیل اور محض کٹ حجتی پر مبنی ہیں اور ان کی تنقیحات سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ کچھ یوں ہیں :

۱ ۔ آیت تمکین و آیت استخلاف صحابہ کے علم میں نہ تھی ۔

۲ ۔ یہ آیات صحابہ کے پیشِ نظر ہی نہ تھیں ۔

۳ ۔ صحابہ کو قرآن کی خلافتِ راشدہ موعودہ کی ترتیب تک کا علم نہ تھا ۔

۴ ۔ دین کا اصولِ خلافت صحابہ کو معلوم نہ تھا ۔

۵ ۔ شخصِ خلافت کا تعین اور عزل اجتہادی امر نہ تھا بلکہ شخصِ خلافت بھی منصوص تھا مگر صحابہ کو علم نہ تھا ۔ (اعاذنا اللہ من ھذہ الھفوات) (صرف چکوال میں علم کا نزول ہوا ۔)

کیا یہ دفاعِ صحابہ ہے ؟ کیا یہ سب کچھ صحابہ کے قرآنی منصب کے مطابق ہے ؟ کیا یہ بدترین توہین نہیں ؟ اور یہ تمام خرافات بے چون و چرا مان لی جائیں تو یہ حقانیت و سنیت ہے اور اگر رد کر دی جائیں تو خارجیت ——— آخر کیوں ؟ کیا قاضی صاحب اللہ و رسول سے سند یافتہ ہیں ؟ دینی عقل و شعور تو کہتے ہیں یہ گھٹیا درجہ کی شیعیت ہے ۔ کیونکہ قاضی صاحب نے ان تنقیحات کے لیئے ذاتی قیاس کو ترجیح دی ہے اور اعلیٰ درجہ کے شیعہ مولا علی رض کو مرکزِ علم اور ولی رسول مان کر ان کے عمل کو قضاءِ الٰہی مانتے ہیں ذاتی استنباط کی ٹانگ نہیں اڑاتے ۔

قارئین ایک بار پھر غور فرمائیں کہ سیّدنا عبداللہ ابنِ عباس سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے پیشِ نظر قرآنی آیت بھی اور حدیثِ رسول بھی جو درجِ ذیل ہے :

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً ——— اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہم نے اس کے وارث کو زور (ترجمہ شاہ عبدالقادر)

——— انه کان منصوراً [له] اس کو مدد ہوئی ۔ پ۱۵ بنی اسرائیل

الائمہ من قریش ——— آئمہ قریش میں سے ہوں گے

اس آیت وحدیث سے انہوں نے "استدلال واستنباط کیا جبکہ انه کان منصوراً کی نص بھی روشن روشن موجود ہے ——— حقیقتاً یہ منصوص ہے اور اگر اسے منصوص نہ بھی مانا جائے اور مستنبط ہی مانا جائے تو بھی دو صحابہ کا استنباط ہے اور اس پر صحابہ کا اجماع ہوا جو حجت ہے اور قاضی مظہر حسین جیسے عام آدمی (صحابہ کے تقابل میں) کا ذاتی جوڑ توڑ قیاس و استخراج لغو نہیں حجت نہیں واجب القبول بھی نہیں ۔

قاضی صاحب مامور من اللہ ہیں ، نہ مجتہد ، نہ فقیہہ ، نہ امام تاریخ اور نہ ہی مشاجراتِ صحابہ میں جج اور پنچ انہوں نے کس حیثیت میں صحابہ کے بارہ میں اتنے بڑے فیصلے کر دیئے ——— قاضی صاحب !

ع ہر چند عقلِ کل شدہ ای بے جنوں مباش

صورتاً اور حقیقتاً کی بے مغز اور بودی گفتگو :

قاضی صاحب نے اپنے پیش رووں کی اور اپنی فردِ جرم کو حق ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر تاویل کے سوا کچھ نہ بن پڑا ۔ قاضی صاحب وضاحت کریں کہ حضرت معاویہ حضرت عمرو بن عاص حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت مغیرہ ابنِ شعبہ حضرت طلحہ ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم و رضوانہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ، کیا انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو گناہ گار نافرمان ، فاسق اور باطل (صورتاً ، حقیقتاً نہیں) سمجھتے ہوئے بیعت کی تھی ؟ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے سیّدنا معاویہ رضی کے حق میں خلافت سے دست بردار ہونے کا جو فیصلہ کیا انہیں صورتاً باغی ، باطل ، فاسق ، نافرمان ، گنہگار اور خلافتِ موعودہ سے لاعلم سمجھتے ہوئے کیا تھا ؟ یا انہیں حق دار مان کر کیا تھا ؟ اور پھر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ان کی بیعت انہیں ناحق

جان کر کی تھی یا خلافت کا حق دار اور اہل جانتے ہوئے بیعت کی تھی ـــــــ ؟ اگر امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت و امامت کبریٰ ایک باغی اور باطل ظالم و فاسق شخص کو سونپی ــ تو پھر یہ تمام ذمہ داری ان کی ہے سیدنا معاویہؓ کی یا دیگر صحابہ کی نہیں ! ـــــــ قاضی صاحب کے استدلال کی ژولیدگی ملاحظہ ہو کہ جنگِ صفین میں فریقین میں حق و باطل کی تقسیم کے لئے قرآنِ کریم پر بھی ہاتھ صاف کر دیا ۔

وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۚ[1] — اور حکم ٹالا آدم نے اپنے ربّ کا پھر راہ سے بہکا ۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ)

شاہ صاحب پر اللہ کی رحمت ہو انہوں نے ترجمہ میں ہی دونوں باتیں حل کر دیں لیکن قاضی صاحب کی آنکھ نے یہ نہ دیکھا اور اپنے قیاس کو اپنے استدلال سے مضبوط کرنے کے لئے قرآن کے باقی حوالے بھی بھلا دیئے ۔ قرآن کہتا ہے کہ شیطان نے ناصح کا روپ دھار کر قسمیں کھا کھا کے آدم و حوا علیہما السّلام کو یقین دلایا تو وہ بہک گئے ۔

وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۙ[2] — اور ان کے پاس قسم کھائی کہ میں تمہارا دوست ہوں ۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ)

جب ابلیس نے قسمیں کھا کر دوستی کے لبادے میں انہیں یقین دلایا تو ان کا بہکنا لازمی امر تھا ۔ کیونکہ قسم پر اعتبار اخلاقِ عالیہ کا حصّہ ہے اور آدم علیہ السلام جو نبوّت کے لئے تخلیق کئے گئے تھے ۔ وہ بھلا اپنے اخلاقِ عالیہ کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتے ۔

یہ مسلّمہ کلیہ ہے کہ قرآن کریم اپنی تفسیر خود بھی کرتا ہے جیسا کہ سابقہ آیت سے واضح ہے ۔ کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف جو یہ نسبت کی گئی ہے ۔ یہ مقام و مرتبے کے لحاظ سے ہے اور محض لفظی بات ہے ۔ اور بہکنے اور گمراہ ہونے میں بہت فرق ہے بہکنے کا تعلق آیتِ سابقہ کی وضاحت سے قسم کھا کر نصیحت کرنے والے کے بہکاوے سے ہے یعنی خارجی اثرات کے ماتحت ہے اور غوایت کا تعلق داخلی اور نفسی جذبہ سے ہے جو سیدنا آدم علیہ السّلام میں ہرگز ہرگز موجود نہیں ہے ۔

قرآن کریم کی تیسری آیت کریمہ اس عمل اور واقعہ کی مزید تشریح کرتے ہوئے گویا ہے :

---

[1] طٰہٰ ۱۲۱ ، پ۱۶ [2] اعراف ۲۱ ، پ۸

فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا ؎۹۳

پھر بھول گیا اور نہ پائی اس میں کچھ ہمت ۔ (ترجمہ شاہ عبد القادرؒ)

سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی داخلی ہمت سے اس عمل کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ یہ بہکاوا اور نسیان ہے ۔ لے کاش اپنے مخالفوں کو جاہل اور گستاخ کہنے والے اپنی تحریروں، جذبوں اور افکار پر بھی نظر ڈال کر کچھ جھانکنے کی کوشش کریں ۔

قاضی صاحب نے اپنے جس مفروضہ مسلک کو ساری اُمت کا مسلک ثابت کرنے کے لئے قرطاس و قلم کی آبرو کا خون کیا اور تحقیق و دفاع کے آبگینے کو ریزہ ریزہ کیا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ و سلامہٗ علیہم کی ردا ، اجتہاد و استنباط کے جس طرح چیتھڑے بکھیرنے کی خوفناک اور ہلاکت آفریں جسارت کی ہے اور اپنے اس خود ساختہ مسلک کو ثابت کرنے کے لئے جتنے بھی غیر صحابی اشخاص و اکابر کو بطور حوالہ پیش کیا ہے میں پوری دیانتداری سے کہتا ہوں یہ سب غلط ہیں یہ سب خطا کار ہیں بے علم ہیں یہ سب گنہگار ہیں ، یہ سب باطل ہیں یہ سب باغی ہیں یہ سب فاسق ہیں یہ سب ظالم ہیں ——— کیونکہ انہوں نے نہایت بے دردی ، بے رحمی سے اُمت اور میرے بزرگوں دین و ایمان کے رفیع الشان ستونوں بنی کے وارثوں سیدنا معاویہ

سیدنا طلحہ ———

سیدنا زبیر ———

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ———

سیدنا عمر بن عاص ———

سیدنا ابو موسیٰ اشعری ———

سیدنا امام حسن بن علی ، سیدنا عبداللہ بن عباس ، سیدنا عبداللہ بن عمر ، سیدنا مروان سیدنا النعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہم و ارضاہ)

اور ان کے ہزاروں صحابہ ، ساتھیوں کو رافضیوں کی طرح باغی ، باطل ، فاسق ، نافرمان ، گناہ گار ، ظالم ، لاعلم اور خطا کار کہا ہے ۔ یہ تمام بدتمیزی کے جملے ، فیصلے اور "تمغے" ایرانی نسل خبیث کے رد افض

؎۹۳ طٰہٰ ۱۶ پ ۱۱۵

نے صحابہ کے بارے میں لکھے ہیں ——— یہ الفاظ شیعہ شنیعہ کا مؤقف بیان کرتے ہیں ——— اہلِ سُنّت والجماعت کا موقف ہرگز بیان نہیں کرتے۔ ان حضرات کی گفتگو اور استدلال کا وزن سبائیوں تبرائیوں کے پلڑے میں پڑتا ہے صحابہ کے پلڑے میں نہیں پڑتا۔ وہ بات ہی کیا ہوئی جس کے لئے پھرتا ویلوں کا سہارا لینا پڑے۔ قرآن کریم نے صحابہ پر لگائے گئے تمام اِلزامات دھو ڈالے ہیں، خواہ وہ نزولِ قرآن سے بعد ہی کیوں نہ لگائے گئے ہوں ——— اور کسی بھی عہد کے ہوں ——— اور کسی کی طرف سے ہی کیوں نہ لگائے گئے ہوں ——— قاضی صاحب اور ان کے محوّلہ افراد و اشخاص سیّدنا معاویہ رضؓ اور ان کے حلقہ احباب کے مقابلہ میں کچھ بھی تو نہیں اگر مذکورہ بالا غلیظ و ثقیل الفاظ ان صحابہ کے بارے میں لکھتے ہوئے ان تمام لوگوں کو "اجر" ملے گا اور یہ مسلکِ حقّہ سے بھی خارج نہیں ہوتے اور نہ ہی صحابہ کی تنقیص ہوتی ہے تو میں اپنے جیسے لوگوں کو یہی "تحفے" اگر لوٹا دوں اور یہی تمغے انکی پیشانیوں پر سجا دوں تو بُرا کیا ہے کہ مرادآبادی مردوں کے لئے یہ صحرائی چادر بُری نہیں ——— قاضی صاحب اور ان کے متبعین صحابہ کے بارے میں مذکورہ قبیح و شنیع الفاظ واپس لے لیں تو میں بھی قلم زن کر دونگا ——— ورنہ اپنی جنگ رہے گی۔

واللہ اعلم بما تخفی الصدور، واللہ اعلم باعدائکم وکفیٰ

باللہ ولیاً وکفیٰ ——— باللہ نصیراً ———

اسمِ اعظم

حضرت ابراہیم ادھمؒ سے پوچھا گیا کیا آپ اسمِ اعظم جانتے ہیں؟ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا۔ جی ہاں اسمِ اعظم یہ ہے کہ تم اپنے پیٹ کو حرام لقمے سے اور دل کو دُنیا کی محبت سے پاک و صاف رکھو۔ پھر تم خدائے پاک کے جس نام کو بھی پڑھو گے وہ اسمِ اعظم ہوگا۔

دارالسعید

مقام و ڈاکخانہ حویلیاں ضلع ایبٹ آباد ہزارہ